اقبال

اور

سوامی رام تیرتھ

محمد حنیف شاہد

"میں شانِ رسالت" کو جس آنکھ سے دیکھتا ہوں' ظاہری مسلمان نہیں دیکھ سکتے' نہ میں ظاہری مسلمانوں کو مسلمان سمجھتا ہوں' جن کو میں مسلمان جانتا ہوں' ان کی کفش برداری میرا فخر ہے۔ میں مسلمان ہوں ان مسلمانوں میں' اور ہندو ہوں ان ہندوؤں میں جن کے دل میں خدا کی محبت ہے۔ میں اس وحدہ' لاشریک کو ایک جانتا ہوں' ایک مانتا ہوں' شرک سے نفرت کرتا ہوں' کفر پر لعنت بھیجتا ہوں۔" (۱)

یہ تھے سوامی رام تیرتھ جو اعلیٰ درجے کے عالم و فاضل تھے اور تلسی داس خاندان کے چشم و چراغ تھے۔ اس خاندان کی گدی پشاور (گڑھی کپورہ) میں اب تک موجود ہے۔ آپ کا میلان طبع اوائل عمر میں ہی عشق الٰہی اور علم و ادب کی طرف ہو گیا تھا (۲)۔

سوامی رام تیرتھ ۲۲ اکتوبر ۱۸۷۳ء کو مراری والا گاؤں ضلع گوجرانوالہ میں دیوالی کے دن پیدا ہوئے۔ اصلی نام تیرتھ رام تھا (۳)۔ چھ سال کی عمر میں پرائمری سکول سے تعلیم شروع ہوئی اور علاوہ دیگر کتب کے آپ نے مدرسے کے سرتاج مدرس مولوی محمد علی سے گلستان و بوستان پڑھیں اور پانچ سال کے بجائے تین سال میں پرائمری (ابتدائی تعلیم) کی سند حاصل کی اور درجہ اول میں داخل ہو گئے (۴)۔ ڈاکٹر گیان چند کا بیان ہے :

"گاؤں کے پرائمری سکول میں پڑھنے کے بعد گجرانوالہ میں مقیم والد کے دوست بھگت دھنا رام کی نگہداشت میں بھیج دیے گئے۔ تیرتھ رام نے دھنا

رام کو اپنا گرو مانا۔ اپریل ۱۸۸۸ء میں تیرتھ رام نے انٹرنس کا امتحان پاس کیا۔ صوبے میں ۳۸واں مقام ملنے کی وجہ سے انھیں ناامیدی ہوئی "(۵)۔

لیکن ایک دوسری روایت کے مطابق رام تیرتھ "میٹرک کے امتحان میں ضلع گجرانوالہ میں اول آئے "(۶)۔ ڈاکٹر گیان چند کے مطابق مئی ۱۸۸۸ء میں رام تیرتھ نے فارمن کرسچین کالج (جو ان دنوں مشن کالج تھا) لاہور میں داخلہ لیا۔ مالی وسائل نہ تھے۔ انھوں نے ایک روپیہ مہینہ پر ایک چوبارہ کرائے پر لیا۔ انھیں کچھ روپیہ دھنارام بھیج دیتے تھے، کچھ ٹیوشن پڑھا کر حاصل کرتے تھے۔ انھوں نے ایف اے معمولی نتیجے کے ساتھ پاس کیا۔ ان کا زیادہ وقت مذہب، روحانیت اور مراقبے میں گزرتا تھا۔ معاشی جدوجہد سے ان کی صحت پر اثر پڑا اور وہ بی۔ اے میں فیل ہو گئے" (۷)۔

لیکن سرکاری نوٹیفیکیشن سے ڈاکٹر گیان چند کے مذکورہ بالا بیان کی تردید ہوتی ہے۔ سرکاری اعلان کے مطابق تیرتھ رام نے ۱۸۹۳ء میں بی۔ اے کا امتحان درجہ اول میں پاس کیا۔ مشن کالج لاہور کی طرف سے امتحان دیا۔ اسی سال چودھری شہاب الدین نے گورنمنٹ کالج لاہور کے امیدوار کی حیثیت سے امتحان دیا اور درجہ دوم میں پاس ہوئے۔ تیرتھ رام نے بی۔ اے میں تین اعزازات حاصل کیے:۔

اول : انھیں بی۔ اے کے امتحان میں سب سے اعلیٰ پوزیشن لینے پر آرنلڈ سلور میڈل دیا گیا۔

دوم : بی۔ اے کے امتحان میں اول آنے پر پینتیس (۳۵) روپے ماہوار وظیفہ (فلر پرائز) دیا گیا۔

سوم : بی۔ اے کے امتحان میں ریاضی (اے۔ بی) میں سب سے زیادہ نمبر حاصل کرنے پر "لوئس پرائز" دیا گیا (۸)۔

چونکہ ان دنوں مشن کالج لاہور میں ایم۔ اے کی کلاسز نہیں کھلی تھیں، چنانچہ رام تیرتھ نے گورنمنٹ کالج لاہور میں ایم۔ اے میں داخلہ لے لیا۔ اس امر کی وضاحت کر دینا مناسب ہو گا کہ علامہ اقبال نے ۱۸۹۳ء میں انٹرنس پاس کر کے انٹرمیڈیٹ میں داخلہ لے لیا۔ اس طرح رام تیرتھ علامہ اقبال سے گورنمنٹ کالج میں چار سال سینئر تھے۔

بہر حال، رام تیرتھ نے ۱۸۹۵ء میں ایم اے ریاضی پاس کیا۔ ڈاکٹر افتخار احمد صدیقی کا بیان ہے: "انھوں نے میٹرک سے لے کر ایم۔ اے تک تمام امتحانات درجہ اول میں امتیازی نمبروں کے

ساتھ پاس کیے " (۹)۔

مولانا غلام رسول مہر رقم طراز ہیں کہ :

" (تیرتھ رام نے) گورنمنٹ کالج سے ایم ۔ اے پاس کیا۔ پرنسپل ان کا نام (EAC) ای ۔ اے ۔ سی کے بھیجنا چاہتا تھا' جب انہیں معلوم ہوا تو بے اختیار اشک بار ہو گئے اور پرنسپل سے کہا:

" میں نے علم کسی عہدے کے لیے حاصل نہیں کیا۔ میں خدا کے بندوں کی خدمت کرنا چاہتا ہوں " (۱۰)۔

مختصر یہ کہ تیرتھ رام کچھ عرصے تک سیالکوٹ امریکن مشن ہائی سکول میں بطور سیکنڈ ماسٹر مامور رہے' ازاں بعد مشن کالج لاہور میں ریاضی کے پروفیسر مقرر ہو گئے ۔ کالج کے پرنسپل ڈاکٹر ایونگ انہیں پسند کرتے تھے۔ ایک بار کالج ہال میں ان کا لیکچر کرایا گیا' اس میں انہوں نے دعویٰ کیا:

" ایک بار میں عیسیٰ مسیح بن کر پیام دینے آیا تھا۔ مجھے غلط سمجھا گیا' اس لیے میں دوبارہ حاضر ہوا ہوں " (۱۱)۔

" انا الحق " قسم کے اس دعوے پر مسیحی لوگ ناراض ہو گئے اور انہیں کالج سے برطرف کر دیا گیا۔ انہوں نے انگلستان میں مزید تعلیم کے لیے اسکالر شپ کی درخواست دی لیکن وہ منظور نہ ہوئی۔ تب یہ مری کالج سیالکوٹ میں پروفیسر ہو کر چلے گئے لیکن ایک سال کے بعد پھر مشن کالج میں ریاضی کے سینئر پروفیسر ہو کر واپس آ گئے ۔ (۱۲)

بالآخر مشن کالج لاہور کی ملازمت سے ۱۸۹۹ء میں استعفیٰ دے کر اپنی زندگی اہل ملک کے لیے وقف کر دینے کا فیصلہ کر لیا۔ بعض لوگوں نے سمجھا کہ رام تیرتھ پاگل ہو گیا ہے ۔ کہا جاتا ہے کہ یہ سنتے ہی اقبال نے کہا :" اگر رام تیرتھ پاگل ہے تو اس دنیا میں عقل مندی کا کہیں وجود نہیں " (۱۳)۔ مشن کالج لاہور میں رام تیرتھ کے طالب علم اور استاد کی حیثیت سے قیام اور خدمات کے سلسلے میں لکھا ہے :

" But the most well knowm name is that of Tirath Ram. Tirath Ram was a mathematical genius' he topped the list of every University examination mathematics. For seven years from 1889 until

1896, he was connected with the College' both as a student and as a teacher". (14)

تیرتھ رام کی طالب علمی کا بیشتر زمانہ فقر و فاقہ میں بسر ہوا لیکن ان کا علمی شغف جسمانی آسائشوں کے فقدان کو کبھی محسوس نہ ہونے دیتا۔ بعض اوقات وہ اپنے چراغ نیم شب کو روشن رکھنے کے لیے ایک وقت کا فاقہ بھی گوارا کر لیا کرتے تھے۔ انہیں حصول علم کے ساتھ تزکیہ باطن اور تربیت نفس کی طرف بھی توجہ رہتی تھی۔ مصائب و آلام کی بھٹی میں تپ کر ان کی شخصیت خوب سے خوب تر سانچے میں ڈھلتی رہی۔ تعلیم کے آخری مدارج تک پہنچتے پہنچتے وہ سلوک و معرفت کے کئی مقامات طے کر چکے تھے...... رفتہ رفتہ ان کے جذب و شوق کا عالم ہی کچھ اور ہو گیا۔ چنانچہ وہ گرمیوں کی تعطیلات کشمیر کی وادیوں اور "کیدار ناتھ" کی تنہائیوں میں گزارنے لگے جہاں ان کی مضمحل روح نئی توانائی اور پاکیزگی حاصل کرتی تھی۔ (۱۵)

وہ ہر قسم کے امتیازات ختم کرنے 'امید و بیم سے آزادی اور شراب معرفت پی کر اپنے آپ کو خدا کے رنگ میں رنگنا چاہتے تھے:

" Come, let us drink deep and deeper still. O dead drunk! we weed out the sense of division, pull down the walls of limited existence, and set at large That Unveiled Bliss".

Set on fire the meum and tuum, cast to the four winds, all fear and hope; eliminate differentiation; let the head be not distinguished from the foot". Surely, it is thy light. God is the only reality".16

مشن کالج لاہور سے فارغ ہونے کے بعد جنوری ۱۸۹۹ء میں وہ بحیثیت "اسسٹنٹ فیلو" پنجاب یونیورسٹی اور سنٹرل کالج لاہور سے وابستہ ہو گئے۔ انہیں صرف پچھتر روپے ماہوار وظیفہ ملتا تھا لیکن یہاں یہ سہولت تھی کہ صرف دو گھنٹے روزانہ (ریاضی) پڑھانا پڑتا تھا اور انہیں ذکر و فکر اور گیان دھیان کے مشاغل کے لیے کافی وقت مل جاتا تھا۔ تاہم یہ ملازمت بھی انہیں راس نہ آئی۔ اب وہ اس مقام پر پہنچ چکے تھے جہاں تمام مروجہ علوم ہیچ نظر آتے ہیں۔ (۱۷)

اقبال اور سوامی رام تیرتھ

رام تیرتھ نے "الف" کے عجیب و غریب نام سے اردو میں ایک رسالہ جاری کیا جس کا پہلا شمارہ جنوری ۱۹۰۰ء میں شائع ہوا۔ اس کے سرورق پر "اکو الف ترے درکار" اور اس کے نیچے یہ شعر درج تھا۔

مذہب عشق از ہمہ ملت جدا ست
عاشقاں را مذہب و ملت خدا ست

رام تیرتھ کئی زبانوں پر عبور رکھتے تھے جن میں اردو، پنجابی، ہندی، سنسکرت، فارسی، انگریزی، فرانسیسی اور جرمن شامل ہیں۔ چنانچہ موصوف کی ہندی اور انگریزی تصانیف ایک درجن سے زیادہ ہیں۔ رام تیرتھ نے رسالہ "الف" اپنے پیشوا کی تجویز اور تاکید پر جاری کیا اور رسالے کا نام بھی ان کی تجویز کے مطابق "الف" رکھا۔ یہ رسالہ اپنی بالکل نرالی وضع قطع اور مدعا لے کر نکلا۔ اگرچہ مختلف قسم کے رسالے مختلف مقصد اور مدعا لے کر نکل چکے ہیں لیکن تصوف کی روح پھونکنے والا اور اس کے فلسفے کو بآسانی سمجھانے والا کوئی رسالہ شائع نہیں ہوا۔ یہ رسالہ ہر طرح سے اپنے ڈھنگ اور نمونے کا واحد رسالہ تھا، اور اس کا عنوان بھی دنیا سے نرالا تھا۔ جس مدعا اور منشا سے یہ رسالہ جاری ہوا تھا، اس کا مختصر سا حال مندرجہ ذیل "اعلان" میں موجود ہے جو رسالے کے اجراء کے وقت ناظرین میں تقسیم کیا گیا۔

"ثبت است بر جریدہ عالم دوام ما
اکائی ذات میں میری ہزاروں رنگ ہیں پیدا
مزے کرتا ہوں میں کیا کیا، اہاہاہا، اہاہاہا

کروڑ میں پوری کروڑ اکائیاں ہوتی ہیں اور لاکھ میں کئی لاکھ اکائیوں سے مرکب ہوتا ہے لیکن اکائی میں کروڑ اور لاکھ اور ہزار کا نظارہ دکھانے والا "ہمہ یک است چہ و چہ صد چہ ہزار" کی جھلک دکھانے والا اور "با" "تا" "ثا" وغیرہ کو ایک "الف" میں لانے والا رسالہ "الف" نمودار ہوا ہے..... نئی روشنی والوں کے لیے بھی روحانی غذا کافی ہو گی"۔

"الف" کو ناموری (Credit) کی ضرورت نہیں ہے اور الزام (Censor) کا ڈر نہیں ہے۔ وہ تو اپنے آنند سے موجزن ہوتا ہے۔ اس کے بھاویں تو "برہم" کے سوا دنیا، دنیا ہے ہی نہیں

پیارے! "اناالحق" کا نعرہ ایک دفعہ تو ہر مرد و زن سے سنائی دے گا"۔ (۱۸)

"رسالہ "الف" ـــــ شروع سال ہی سے اس نام کا ایک رسالہ لاہور سے جاری ہوا ہے۔ اس کے تین نمبر ہماری نظر سے گزرے ہیں، مگر ایک سے ایک بڑھ کر۔ مسائل تصوف کو اس خوبی سے بیان کیا ہے کہ اس سے بہتر کیا ہو گا۔ رام تیرتھ پروفیسر گورنمنٹ کالج لاہور اس کے ایڈیٹر ہیں جن کو انگریزی، فارسی اور سنسکرت تینوں زبانوں میں کامل دسترس حاصل ہے اور ویدانت کے مسئلوں کو اچھی طرح سمجھتے ہیں اور دوسروں کو سمجھا سکتے ہیں۔ شائقین تصوف ضرور دیکھیں کہ فیثا غورث، شنکر اچاریہ، حافظ شیراز، مولانا روم، عمر خیام، شوپن ہار اور میکس طرکی فلاسفی کس سحربیانی کے ساتھ اردو زبان میں ادا کی جاتی ہے۔ یہی فلاسفی ہے جو ساری حکمت کا خلاصہ ہے اور جملہ علوم کا عطر ہے..... یہی فلاسفی ہے جو بیمار کو تندرست، قیدی کو آزاد، غلام کو آقا اور گدا کو بادشاہ بناتی ہے۔" (۱۹)

"رسالہ "الف" نام کا ایک تصوف و اخلاق کا ماہوار رسالہ لاہور سے شائع ہوتا ہے۔ یہ رسالہ کیا ہے، نصیحت و حکمت اور اخلاق و تصوف کا ایک دریا ہے۔ اس کا پانی (مضامین) آب حیات ہے۔ اس وقت کسی فرد و بشر کو پیاسا نہیں رہنا چاہیے۔" (اخبار آفتاب پنجاب لاہور" جلد ۳۵ نمبر ۳)
(۲۰)

"اخبار "الف" ـــــ یہ ایک ماہوار رسالہ یا اخبار کا نام ہے جو علم تصوف اور ویدانت میں ماہ جنوری ۱۹۰۰ء سے لاہور میں باہتمام رام تیرتھ نکلنا شروع ہوا ہے۔ اس کا واجب التعظیم فاضل ایڈیٹر جیسا کہ علوم ریاضی میں ایم۔ اے کا ڈگری یافتہ ہے، ویسا ہی زبان اردو و فارسی میں ایک قادر الکلام اور سحربیان ادیب ہے جس کے موثر فقرات کانوں میں اترتے ہی نیشتر بن کر تعر رگ و جاں پر جا بیٹھتے ہیں اور اپنے عجیب و غریب اثر سے آدمی کو مسحور کر کے طبیعت پر ایک وجد کا عالم پیدا کر دکھاتے ہیں۔ جا بجا اشعار بھی اس خوبصورتی سے درج کیے گئے ہیں جس سے علامہ کی علمی فضیلت اور خداداد قابلیت اور ہمہ دانی، سحربیانی کا صحیح اندازہ ہو سکتا ہے، غرض ایک تو تحریر کا موضوع نفس مضمون (مسئلہ عرفان کا بیان) بجائے خود ہی ایک گوہر نایاب تھا۔ ساتھ ہی اس کے فصاحت و بلاغت کا وہ دریا بہایا ہے جس نے رسالہ کو نور علیٰ نور بنا دیا ہے۔ بہر حال، یہ نادر الوجود تحفہ قابل دید شے ہے"۔
(اخبار کوہ نور لاہور جلد ۵۳ نمبر ۴) (۲۱)

"رسالہ "الف" کے قریباً اٹھارہ شمارے شائع ہوئے جو دو سال کی جلدیں کروانے گئے۔

اس میں سوامی رام تیرتھ کے عارفانہ مضامین 'اردو و فارسی کلام اور انہی کے ترجمہ شدہ بھگوت گیتا اور اپنشد کے مضامین شائع ہوئے۔ اس میں اردو 'ہندی' فارسی 'انگریزی عبارات کے علاوہ عربی اشعار بھی بکثرت استعمال کیے گئے"۔ (۲۲)

"رسالہ "الف" آنند پرکاش پریس لاہور سے شائع ہوتا تھا۔ مطبع اور رسالہ ——— ہر دو کا انتظام و انصرام نرائن کھتری کے سپرد تھا اور مالی امداد لالہ ہرلعل کے ذمہ تھی اور پرنٹر و پبلشر بندیش پوری کالیش تھے جبکہ ادارت کی ذمہ داری سوامی رام تیرتھ کے سپرد تھی۔ اس وقت ان کی عمر اٹھائیس برس تھی۔ ۱۹۰۱ء کے آخر میں رسالہ مذکور بند ہو گیا"۔ (۲۳)

رام تیرتھ کے علامہ اقبال سے کب تعلقات ہوئے 'مشن کالج لاہور میں قیام کے دوران جبکہ وہ ریاضی کے پروفیسر تھے یا گورنمنٹ کالج لاہور میں قیام کے دوران جب وہ ایم۔ اے ریاضی کے طالب علم تھے؟ رام تیرتھ کا مشن کالج لاہور سے تعلق سات سال یعنی ۱۸۸۹ء سے لے کر ۱۸۹۶ء تک رہا۔ اس زمانے میں اقبال' گورنمنٹ کالج لاہور میں زیر تعلیم تھے' ممکن ہے اس زمانے میں ان کی ملاقات ہوئی۔ اقبال کے عزیز ترین دوست شیخ عبدالقادر بھی ۱۸۹۵ء میں مشن کالج لاہور سے بی۔ اے پاس کر کے "پنجاب آبزرور" سے منسلک ہو چکے تھے۔ جنوری ۱۸۹۹ء میں رام تیرتھ اور ینٹل کالج لاہور سے وابستہ ہوئے' اس وقت اقبال ایم۔ اے کے طالب علم تھے (ایم۔ اے کا امتحان دے چکے تھے اور نتیجہ جون ۱۸۹۹ء میں نکلا)۔ اغلب ہے کہ اسی زمانے میں دونوں کے مابین ملاقات ہوئی ہوگی۔ اس کی تصدیق صاحب "عروج اقبال" کے اس بیان سے بھی ہوتی ہے:

> "اورینٹل کالج سے اس سہ سالہ وابستگی کے زمانے کا ایک اور اہم اور معنی خیز واقعہ اقبال اور سوامی رام تیرتھ کی ملاقات و رفاقت ہے۔ سوامی جی بقول ڈاکٹر سڑاٹن نہایت ذہین اور ہرلحاظ سے پرکشش انسان تھے۔ اقبال کے ہم عصر و ہم مشرب اور صاحب حال و ویدانتی صوفی تھے۔ اگرچہ اورینٹل کالج میں صرف ایک سال تک ان دونوں کا ساتھ رہا لیکن ذہن و مزاج کی ہم آہنگی کی بنا پر یہ مختصر رفاقت پائدار دوستی کی بنیاد بن گئی اور محبت و یگانگت کا یہ رشتہ اس شعلہ مستعجل کے بجھنے یا بالفاظ اقبال "قطرۂ بیتاب" کے ہم آغوش دریا ہونے تک برابر استوار رہا۔ اقبال کی طرح ان کی طبیعت بھی شاعرانہ احساس و تخیل اور

فلسفیانہ بصیرت و تفکر کی جامع تھی۔ شعر و ادب کے دائرے میں بھی دونوں کے "ذوقیات" میں بڑی یک رنگی پائی جاتی ہے۔ سوامی جی خود بھی شاعر تھے اور مغربی و مشرقی ادبیات پر وسیع نظر رکھتے تھے۔ فارسی زبان سے آشنا اور کلام حافظ کے دلدادہ تھے۔ اور ینٹل کالج میں سوامی جی نے اقبال سے مثنوی معنوی کے مطالعے میں مدد لی اور اقبال نے ان سے سنسکرت زبان سیکھی۔ یہی نہیں بلکہ ویدوں اور ویدانتی فلسفے کے مطالعے میں بھی ان سے مستفید ہوئے"۔ (۲۴)

اقبال بھی اس نئے دبستان فکر سے تعلق رکھتے تھے۔ انہیں ذاتی مطالعے اور تحقیق کی بنا پر معلوم ہوا کہ گیتا اور اپنشد کی رو سے بت پرستی کا کوئی جواز نہیں بلکہ ویدانت نے تو خدا کی وحدانیت کے تصور کو انتہا درجے تک پہنچا دیا ہے۔ لہٰذا انہوں نے ایک جگہ اپنی اس رائے کا اظہار کیا کہ ہندو مذہب کو شرک کا مجرم گردانا میرے نزدیک صحیح نہیں۔ ان کے احباب میں سوامی رام تیرتھ جیسے موحد بھی تھے جو شرک سے نفرت کرتے تھے اور کفر پر لعنت بھیجتے تھے۔ اقبال انہیں اگر کافر نہیں سمجھتے تھے تو ایسے ہی ہندوؤں کو نہ کہ دیوی دیوتاؤں کے پجاریوں اور عام بت پرستوں کو۔ یہ حقیقت ہے اس اعتراض کی جو حضرت زاہد کی طرف سے اس شعر میں وارد ہوا ہے۔

سنتا ہوں کہ کافر نہیں ہندو کو سمجھتا
ہے ایسا عقیدہ اثر فلسفہ دانی (۲۵)

اس سلسلے میں ڈاکٹر سید سلیم وارثی کا بیان خالی از دلچسپی نہ ہو گا۔ ڈاکٹر وارثی' سوامی رام تیرتھ کے پڑوسی تھے اور انہیں سوامی جی سے ملاقاتوں کا موقع بھی ملا۔ ڈاکٹر صاحب نے ان ملاقاتوں کا ذکر ایک مضمون میں کیا جو ان کے زمانہ ادارت "مخزن" میں شائع ہوا۔ ڈاکٹر صاحب لکھتے ہیں:

"پنجاب کے ہونہار روحانی باخدا لوگوں میں سے میں نے اس شخص کو دیکھا۔ یہ تعلیم یافتہ ایم۔ اے ایک بہت ذکی الطبع اور خوش خلق جوان العمر بزرگ تھے۔ مجھے ان سے ملنے کا یوں اتفاق ہوا کہ جب ان کی طبیعت نے آلام دنیاوی سے اختلاج کیا' یہ ترک دنیا کر کے پنجاب سے چلے گئے اور کس کس مقام پر رہے' یہ تو مجھے علم نہیں مگر ان کا قیام کچھ عرصہ تک "اچھیانی" میں بھی رہا۔ "اچھیانی" میرے مکان سے بہت قریب جگہ ہے۔ یہ جس مقام پر سکونت کرتے

تھے' وہ گنگاہ کا دہانہ تھا۔ اکثر مجھے ان سے ملنے جلنے کا اتفاق ہوتا رہتا تھا۔
سوامی جی کو حافظ اور شمس کی غزلیں اکثر ورد زبان تھیں۔ لوگوں نے عرصہ تک سوامی جی کو مسلمان جانا۔ وہ کبھی کبھی مسجد میں آکر قرآن کی تلاوت بھی کرنے لگتے تھے' اور اس کا مطلب لوگوں کو سمجھاتے تھے۔ کبھی وہ مندر میں بھی چلے جاتے تھے۔ جب ان سے کوئی پوچھتا تھا کہ آپ ہندو ہیں یا مسلمان تو وہ یہ شعر پڑھ دیا کرتے تھے۔

نہ ہندوم نہ مسلماں نہ کافرم نہ یہود
بہ حیرتم کہ سر انجام ما چہ خواہد بود" (۲۶)

اگرچہ سوامی رام تیرتھ نے انسانی خودی کی عظمت کے گن گائے ہیں' لیکن چونکہ ان کا یہ تصور ویدانتی فلسفے سے ماخوذ ہے' لہذا انسانی خودی کی عظمت بھی محض اپنی الوہیت کے شعور و احساس (اور انسانیت کی نفی) پر مبنی ہے (۲۷)۔ خودی کے متعلق ان کا نقطہ نظر یوں ہے :

"As self is Anand, and is the All, therefore, Self-realization means Realization of my own self as Supreme bliss crystallized into the whole-world".28

ایک دوسرے مقام پر "خودی" کی عظمت اس طرح بیان کرتے ہیں :

" The world --- its inmates, relations, and all are vanishing quantities if you please to assert the majesty of your real Self"

Inspect, observe, and watch or do anything; but do all that in the light of your True Self, that is to say, forget not that your Self is above all that and beyond all want".29

سوامی رام تیرتھ اپنے فلسفہ خودی کی مزید وضاحت کرتے ہوئے لکھتے ہیں :
" Everything will come out in due time beautifully without any impatience on our parts. Just live in God, as God

Not the body, not the mind,

No relations, no connections,

Constitute your Self.

Nothing but God is,

Nothing but God is your Self". 30

سوامی رام تیرتھ نے ۱۹۰۲ء اور ۱۹۰۳ء کے دوران جو خطبات دیے' ان میں قابل ذکر مندرجہ ذیل ہیں جن سے ان کے فلسفہ خودی کو سمجھنے میں بہت مدد ملتی ہے :

1. Happiness within;
2. Expansion of Self;
3. The Infinite in the Finite;
4. The Sun of life on the wall of mind;
5. The Real Self;
6. Idealism and Realism Reconciled;
7. Realism and Idealism;
8. Man: The Master of his Own Destiny;
9. After Death

and

10. A am all Light. 31

اور مشن کالج میں ڈیڑھ سال گزارنے کے بعد جولائی ۱۹۰۰ء انھوں نے استعفیٰ دے دیا۔ ۴ جولائی کے ایک خط میں مسٹر سٹرانن لکھتے ہیں :

" آج وہ ترک دنیا کر کے اور حصول معاش کی تمام فکروں سے آزاد ہو کر اپنی اس دیرینہ آرزو کی تکمیل کے لیے رخصت ہو رہے ہیں کہ وہ اپنی ساری توجہ ذکر و فکر اور مذہبی تبلیغ میں صرف کریں گے ..... وہ ایک مکمل ویدانتی ہیں "۔

جیسا کہ ڈاکٹر سٹرانن نے لکھا ہے' ان کا یہ اقدام ایک " دیرینہ آرزو " کی تکمیل کے لیے تھا۔ وہ چاہتے تھے کہ دنیا کے سامنے ایک مبلغ کی حیثیت سے پیش ہونے سے پہلے ویدانتی تعلیم کو اپنی شخصیت

میں پوری طرح رچا بسا لیں ۔ اسی مقصد سے وہ ہمالیہ کی پر اسرار وادیوں اور جنگلوں میں معجزہ کار مہاتماؤں کے زیر تربیت جپ تپ ' یوگ سنیاس کے مراحل سے گزرے اور کئی ماہ بعد جنوری ۱۹۰۱ء میں جوگیوں کا گیروا لباس پہنے ہوئے ' لاہور میں پھر نمودار ہوئے۔ اقبال سے ملاقاتوں میں اپنے مشاہدات و تاثرات بیان کیا کرتے تھے جن کی جھلک " ہمالہ " کے متروک حصوں میں نمایاں ہے ۔" (۳۲)

اس ضمن میں ڈاکٹر گیان چند لکھتے ہیں :

"ان کی اہلیہ ' بیٹا مدن موہن اور بھتیجا ان کے ساتھ رہتے تھے ' لیکن یہ تنہا نظر آتے تھے۔ گھنٹوں آنکھیں بند کیے مراقبے میں بیٹھے رہتے اور آنکھوں سے آنسو رواں ہوتے۔ ایک دفعہ یہ گرمیوں کی چھٹیوں میں ہردوار ' رشی کیش اور ہمالیہ تک گئے اور بمشکل واپس آنے کو تیار ہوئے ۔ کچھ دنوں بعد پھر ہردوار گئے اور آخر کار گھر بار تیاگ کر سنیاس لے لیا۔ تپ جپ کرنے لگے ۔ ملک کے طول و عرض میں لوگوں کو ویدانت کا درس دیتے پھرے۔ پھر خیال آیا کہ ویدانت کا نور ملک سے باہر بھی پھیلانا چاہیے ' چنانچہ یہ امریکہ چل دیے ۔ جب ان کا جہاز امریکہ پہنچنے کو تھا تو پڑوس کے ایک مسافر نے پوچھا "تم امریکہ میں کس کو جانتے ہو؟" انہوں نے جواب دیا "ہاں ! میرا ایک دوست ہے جو وہاں میرا انتظام کرے گا۔" ہمراہی نے پوچھا " وہ کون ہے "؟ انہوں نے اس کے کندھے پر ہاتھ رکھ کر کہا " وہ تم ہو۔" چنانچہ یہی ہوا ۔ اس اجنبی ہمراہی نے امریکہ میں ان کی میزبانی کی "۔ (۳۳)

سوامی رام تیرتھ کا الوہیت یا وحدانیت کے بارے میں جو نقطہ نظر تھا' اس کے بارے میں وہ لکھتے ہیں :

" A person can never realize his unity with God, the All, except when unity with the whole nation throbs in every fibre of his frame". 34

سوامی رام تیرتھ دس سال کے اندر اندر ہند سے اندھیرا دور کر کے ویدانت کا نور پھیلانا چاہتے اور ہند کو وہی عظمت رفتہ واپس دلانا چاہتے تھے :

" Whether working through many souls or alone, I seriuosly promise to infuse true life and dispel darkness and weakness from India within ten years; and within the first half of the twentieth century, India will be restored to more than its original glory".35

بہرحال، ہند میں ویدانت کا درس دینے کے بعد وہ اس روشنی کو پھیلانے کے لیے امریکہ چل دیے۔ انہوں نے امریکہ جانے سے قبل جاپان کا سفر کیا، وہاں سے امریکہ گئے، اور دو سال تک امریکہ میں تبلیغ کا کام کیا، بلکہ بقول ڈاکٹر گیان چند:

"امریکہ کو ویدانت کی روشنی سے خیرہ کر دیا۔ امریکیوں میں ان کی مقبولیت دیکھ کر مسیحی پادریوں کو ان سے حسد ہونے لگی۔ انہوں نے ہنگامہ کھڑا کرنا چاہا لیکن ناکام ہوئے۔" (۳۶)

امریکہ سے واپس آ کر سوامی رام تیرتھ رشی کیش کے پاس لکشمن جھولا آ گئے۔ وہاں سے اپنے گرو کو نومبر ۱۹۰۶ء میں خط لکھا:

"آپ اور میں ایک ہیں، مزید کچھ لکھنے کو نہیں ہے۔"

یعنی وہ پوری طرح "ہمہ اوست" ہو گئے تھے۔ نومبر ۱۹۰۶ء میں دیوالی کے دن کشاگھاٹ کے پاس گنگا میں نہانے کے لیے داخل ہوئے۔ پہاڑی ندی میں سیلاب آیا ہوا تھا۔ موجیں زور دار تھیں۔ سوامی جی پانی میں آگے بڑھتے چلے گئے۔ کنارے سے چیلے چلائے کہ آگے نہ جائیے لیکن یہ بڑھتے رہے اور وسط دریا میں پہنچ کر غائب ہو گئے۔ تین دن تک ندی میں ان کے جسد خاکی کی تلاش کی گئی، نہ ملا لوگوں نے سوچا کہ لاش بہ کر نیچے چلی گئی ہو گی لیکن ان کی حیرت کی انتہا نہ رہی جب تین دن کے بعد ان کا جسد خاکی عین اسی مقام سے برآمد ہوا جہاں وہ غرقاب ہوئے تھے۔ وہ سادھی کے آسن میں تھے، "آنکھیں بند تھیں، روح خالق کے پاس چلی گئی تھی"۔ (۳۷)

جب سوامی رام تیرتھ فوت ہوئے، اقبال اس زمانے میں بسلسلہ تعلیم یورپ میں تھے۔ اس سانحے سے متاثر ہو کر انہوں نے "سوامی رام تیرتھ" کے عنوان سے ایک نظم لکھی جو سات اشعار پر مشتمل ہے اور بانگ درا میں درج ہے۔ یہ نظم "مخزن" بابت جنوری ۱۹۰۷ء میں شائع ہوئی۔ قابل ذکر

بات یہ ہے کہ مدیر "مخزن" شیخ عبدالقادر بھی اس وقت انگلستان میں قیام پذیر تھے اور بارایٹ لاء کر کے جولائی ۱۹۰۷ء میں وطن واپس آئے۔ اقبال نے سوامی رام تیرتھ کو جو خراج عقیدت پیش کیا' مندرجہ ذیل اشعار سے ظاہر ہے۔

ہم بغل دریا سے ہے اے قطرۂ بے تاب تو
پہلے گوہر تھا' بنا اب گوہر نایاب تو

آہ' کھولا کس ادا سے تو نے راز رنگ و بو
میں ابھی تک ہوں اسیر امتیاز رنگ و بو

مٹ کے غوغا زندگی کا شورش محشر بنا
یہ شرارہ بجھ کے آتش خانہ آزر بنا

نفی ہستی اک کرشمہ ہے دل آگاہ کا
'لا' کے دریا میں نہاں موتی ہے 'الا اللہ' کا

کیا کہوں زندوں سے میں اس شاہد مستور کی
دار کو سمجھے ہوئے ہیں جو سزا منصور کی (۳۸)

آخری شعر سے ظاہر ہوتا ہے کہ ایک زمانے میں اقبال کو "اس شاہد مستور" اور "انا الحق" کا دم بھرنے والے "منصور" سے کس حد تک تعلق خاطر تھا' جس کا خاص سبب یہ ہے کہ سوامی رام تیرتھ ایک "وسیع المشرب صوفی" اور "درویش خدا مست" تھے (۳۹)۔ اس امر کی وضاحت سوامی رام تیرتھ نے خود ان الفاظ میں کی ہے:

> "People are coming in crowds to see Rama, and this must be closed. God and I. All this day we will go together, the night ever insatiate of love we will sleep together and rise early and go forward in the morning wherever the steps shall lead".40

اسی طرح "من تو شدم 'تو من شدی" کے مصداق ایک اور مقام پر خدا سے التجا کرتے

ہیں:

"Bathe me, O God! in thee, mounting to thee, I and my soul to range, in range of thee."41

ان کا ایقان تھا کہ خدا قادر مطلق ہے اور اس کا جلوہ (نور) ہر شے میں پنہاں ہے۔ ہر چیز فانی ہے:

"God is! God is real, God is the only reality. Let everything go. God, God alone is the all in all."42

سوامی رام تیرتھ بزعم خود "من و سلویٰ" کھاتے تھے اور "ظاہر و باطن" میں خدا کا پرتو تھے' یعنی "انا الحق" کا نعرہ لگاتے تھے:

"I eat of the heavenly manna, I drink of the heavenly wine, God is within and around me, All good is for ever mine."43

سوامی جی کے مطابق خدا ہر جگہ موجود ہے' ظاہر میں' باطن میں' قرب میں۔ ان کا کہنا ہے:

"God, God alone, Everywhere! within, without, Far and near!"44

سوامی رام تیرتھ اپنا تن من دھن خدا کی راہ میں قربان کرنا چاہتے تھے۔ انہیں ماسوائے حق کسی اور سے الفت و محبت نہ تھی۔ وہ اپنے دل میں کعبہ بنانا چاہتے تھے۔ ان کے نزدیک دنیا کی کوئی حقیقت نہیں۔ اس حقیقت کا اظہار انہوں نے ان اشعار میں کیا ہے ؎

دیکھا نہ شب جو یار کو نور ضیا سے کلر کیا
مردہ کی قبر تار کو آب و گیاہ سے کلر کیا

نیکی' بدی' خوشی' غمی زینہ نہیں بام یار کا
زینہ جلادو ـــــ اب یہاں پائیں بیاسے کلر کیا

احمق کور ہی کو ہے الفت ماسوائے حق
کعبہ دل میں بنا مرے وفا سے کلر کیا

اتنا لحاظ کر لیا دنیا تیرا پرے بھی ہٹ
ناچوں ہوں ساتھ رام کے شرم و حیا سے کٹ کیا (۴۵)

سوامی جی کا دنیا کے بارے میں نظریہ یہ تھا کہ یہ فانی ہے' اس کی کوئی حیثیت اور حقیقت نہیں' اور دنیا دار جو دنیا سے لو لگاتے ہیں' محبت کرتے ہیں' تباہ ہو جاتے ہیں۔ زندہ جاوید حقیقت اور ابدالآباد تک رہنے والی ذات صرف خدا تعالیٰ کی ہے۔ وہ لکھتے ہیں :

"Vedanta is no cant, and this world is nought. He perishes who feels it to be real. God is the only reality". 46

اس حقیقت کی مزید وضاحت مندرجہ ذیل اشعار میں یوں کرتے ہیں ؎

آبحیات کی جھڑی زور جو روز و شب پڑی
فکر وخیال بہ گئے ' ٹوٹی دوئی کی جھونپڑی

جنگل سب اپنے تن پر ہریالی سج رہے ہیں
گل پھول جھاڑ بوٹے کو اپنی دھج رہے ہیں

بجلی چمک رہی ہے' بادل گرج رہے ہیں
الہ کے نقارے نوبت کے بج رہے ہیں (۴۷)

اس زمانے میں آریہ سماجی رہنماؤں کی سرگرمیوں کا محرک ہندو سماج کا تحفظ اور آریائی ثقافت کا احیاء تھا۔ سوامی رام تیرتھ خالص ویدانتی مسلک کے حامی تھے اور سیاسی اور فرقہ وارانہ اغراض و مقاصد سے بالا تر ہو کر دنیا کو انسانی وحدت (۴۸) کا پیغام سنانا چاہتے تھے۔ اس میں شک نہیں کہ انہوں نے ہندو سماج کی اصلاح کی کوششیں کیں لیکن ان کا مقصد طبقاتی تقسیم ختم کرنا اور ہندو عوام کو انسانی مساوات کا درس دینا تھا۔ ان کے ادبی ذوق اور شعری و نثری تخلیقات سے بھی ان کی کشادہ دلی اور وسیع المشربی کا ثبوت ملتا ہے۔ اگرچہ ان کی شاعری کے بہترین نمونے ہمیں انگریزی زبان میں ملتے ہیں' لیکن انہوں نے فارسی' ہندی' اردو اور پنجابی میں بھی شعر کہے ہیں۔ ان کی تحریروں میں مشرق و مغرب کے مفکروں اور شاعروں کے حوالے ملتے ہیں۔ ان کی معاشرتی زندگی بھی مذہبی' ثقافتی یا لسانی

عصبیت کے اثرات سے پاک تھی۔ کوئی اجنبی ان کی گفتگو سے ہندو یا مسلمان ہونے کا حکم نہیں لگا سکتا تھا۔ (۴۹)

اقبال نے سوامی رام تیرتھ کی صحبت میں شنکر اچاریہ کے ویدانتی فلسفے کا مطالعہ کیا۔ اسی زمانے میں اس موضوع پر میکس ملر کے خطبات کا ایک مجموعہ بھی ان کے زیر مطالعہ رہا (۵۰)۔ لیکن حقیقت یہ ہے کہ یہ خشک فلسفیانہ نظریات جو صرف ذہن کو متاثر کرتے ہیں' جب سوامی جی کی زبان سے ادا ہوتے تو ان کے تجرباتی خلوص اور جذب و سوز کی بدولت دل نشیں ہو جاتے تھے۔ انہوں نے ویدانتی فلسفے کے بعض مثبت پہلوؤں پر اپنی تحریروں اور خطبوں میں بہت زور دیا ہے ' مثلاً "تسلیم و رضا"..... وہ اس باطنی کیفیت کے ساتھ احساس خودی کی تلقین بھی کرتے ہیں' یعنی انسانی خودی الوہیت کی حامل ہے لہٰذا خودی کی عظمت کا تقاضا ہے کہ انسان اپنے اندر "اللہ کی شان بے نیازی" پیدا کرے۔ وہ اپنے ایک خط میں لکھتے ہیں 'ویدانتی مذہب کی روح اس ایک اصول میں مضمر ہے :"اپنے آپ کو کامل طور پر مسرور و مطمئن رکھو۔ علالت ' موت ' بھوک یا کسی مصیبت کی پروانہ کرو۔ اپنی الوہیت کے شعور و احساس سے ہمیشہ خوش اور پر سکون رہو۔ تمہاری خودی کے آگے دنیا کی ہر شے ہیچ ہے۔ یہ کبھی نہ بھولو کہ تمہاری خودی سب سے بلند اور تمام احتیاجات سے بالاتر ہے۔ اپنے کام میں لگے رہو' لیکن شاہانہ تمکنت اور بے نیازی کے ساتھ 'محض برائے تفریح و تفنن۔ ہرگز ہرگز یہ محسوس نہ کرو کہ تمہیں کسی شے کی حاجت ہے"۔ حقیقت کی روح یہ ہے کہ فرد کی عظمت اور بالاتری کو ساری دنیا' ساری کائنات کے مقابلے میں منوایا جائے۔ انسان کے اندر ایک ایسی شے ہے جو فنا اور تغیر سے نا آشنا ہے' وہ اس کی خودی ہے جو حقیقی ہے' ابدی ہے' لازوال ہے۔ (۵۱)

سوامی رام تیرتھ کی شخصیت اوز ان کی تعلیمات کا سب سے دلکش اور موثر پہلو ان کا انسان دوستی کا جذبہ ہے' اور انسانی وحدت کا تصور ہے۔ ان کا دل عالم گیر محبت کا ایک اتھاہ سمندر تھا جو ان کی تحریروں اور خطبات میں ہر جگہ موجزن ہے۔ لکھتے ہیں :

> " ساری دنیا میرا وطن ہے' اور سب کی خدمت میرا مذہب۔ میں سراپا محبت ہوں۔ محبت روشنی کی طرح ہر شے کو اپنے دامن میں سمیٹ لیتی ہے۔ میں محبت کی تجلی کے سوا کچھ نہیں۔ میں سب سے یکساں پیار کرتا ہوں"۔ (۵۲)

اقبال' سوامی رام تیرتھ کی شخصیت اور ویدانتی تعلیمات کے جن پہلوؤں سے متاثر ہوئے '

ان کے اس دور کے کلام کا مطالعہ کریں تو یہ تاثرات مل جاتے ہیں ۔ اسی زمانے میں اقبال نے وید کے ایک اشلوک کا منظوم ترجمہ کیا تھا جو "روز گار فقیر" میں موجود ہے۔ اس کا موضوع بھی "نوع انسان کی محبت" ہے ۔ (۵۳)

سوامی رام تیرتھ' اقبال کی طرح حسن فطرت کے شیدائی اور رسیا تھے ۔ وہ مناظر قدرت کے دلدادہ تھے ۔ انہوں نے غیر ملکی سفر کے علاوہ متعدد سفر اندرون ملک کے کیے ۔ کشمیر سے انہیں دلی لگاؤ تھا' ہمالیہ کے دامن میں بیٹھ کر انہیں سکون قلب حاصل ہوتا تھا۔ اور تین ماہ کے لگ بھگ انہوں نے ماؤنٹ ایورسٹ کے بالمقابل ایک پہاڑ پر گزارے جہاں پانچ کتابیں لکھیں اور بیس پڑھیں (۵۴)۔ انہیں "سارا جگ سوہنا" دکھائی دیتا تھا۔ ان کا نقطہ نظر اس ضمن میں حسب ذیل تھا :

> "When viewed from the stand point of God - self, the whole world becomes an effusion of beauty, an expression of joy, outpouring of bliss. When limitation of vision is overcome, there remains nothing ugly for us, (سارا جگ سوہنا) The powers of nature become actually our hand and feet or other senses". 55

جس طرح اقبال' سوامی رام تیرتھ کی شخصیت اور ان کی ویدانتی تعلیمات کے بعض پہلوؤں سے متاثر تھے' اسی طرح سوامی جی بھی اقبال کی شخصیت اور شاعری کے ایسے شیدا تھے کہ انہوں نے اقبال کے متعدد اشعار اپنے مجموعہ کلام میں شامل کر لیے ۔ مثال کے طور پر ان کی نظم "ابر کہسار میں گیانی کی حالت" کا پہلا پورا بند اقبال کی نظم "ابر کہسار" سے ماخوذ ہے' نیز سوامی جی کی نظم "Himalayan Solitude" (56) اقبال کی نظم "ہمالہ" سے متاثر ہو کر لکھی گئی معلوم ہوتی ہے۔ "ہمالہ" اقبال کی سب سے پہلی نظم ہے جو بانگ درا کے صفحہ ۲۱ پر درج ہے' اور مخزن کے اپریل ۱۹۰۱ء کے شمارے میں شائع ہوئی ۔

"بانگ درا" میں اقبال کی ایک نظم "ترانہ ہندی" کے عنوان سے درج ہے ۔ یہ نظم "مخزن" کے اکتوبر ۱۹۰۴ء کے شمارے میں چھپی تھی ۔ یہ نظم نو اشعار پر مشتمل ہے ۔ سوامی رام تیرتھ کے ہاں ایک نظم جو چار بندوں پر مشتمل ہے National Anthem کے عنوان سے ہے ۔

موضوع اور خیالات ایسے ہیں کہ نقل کا گمان ہوتا ہے' خاص طور پر اقبال کا مندرجہ ذیل شعر۔

مذہب نہیں سکھاتا آپس میں بیر رکھنا
ہندی ہیں ہم 'وطن ہے ہندوستاں ہمارا (۵۷)

اور سوامی رام تیرتھ کا دوسرے بند کا حسب ذیل شعر ملاحظہ فرمایئے :

Let all her sons in love unite
And make them do their duty aright (58)

علاوہ ازیں ہمالہ اور ابر کوہسار میں شاعر (اقبال) کے بیانات اور سوامی جی کے ذاتی تاثرات میں اتنی مطابقت تھی کہ انہوں نے اپنے مجموعہ کلام "رام برشا" کی دو نظموں میں ان نظموں کے کئی اشعار شامل کر لیے ہیں۔ (۵۹)

سوامی رام تیرتھ کی مسحور کن شخصیت سے اتنے گہرے روابط کے باوجود اقبال نے اپنی فکری آزادی برقرار رکھی' اور اسی دور میں ویدانتی تصوریت کی بعض کوتاہیوں پر عبدالکریم الجیلی " سے متعلق اپنے مقالے میں تنقید بھی کی ہے۔ یورپ سے واپسی کے بعد جب انہوں نے حکمت قرآنی کی روشنی میں فلسفیانہ مسائل پر غور کرنا شروع کیا تو ان پر عجمی تصوف اور ویدانت کی رہبانی تعلیمات کی حقیقت پوری طرح واضح ہو گئی' مثلاً اسلام میں جسمانی خواہشات اور فطری تقاضوں کی تکمیل سے روکا نہیں گیا' صرف ان کی حدیں مقرر کر دی گئی ہیں' لیکن ویدانت کی رو سے جسمانی وجود گناہ کا سرچشمہ ہے' جسمانی خواہشات کو کچلنا اور جسم کو ایذا دینا ہی ذریعہ نجات ہے۔ (۶۰)

ایک مرتبہ چند ہندو اصحاب علامہ اقبال کی خدمت میں حاضر ہوئے اور سوامی رام تیرتھ کی سیرت پر ایک نو تصنیف کتاب پیش کرتے ہوئے عرض کیا : سوامی جی کے دوست کی حیثیت سے اس پر نظرثانی فرمایئے اور اپنی طرف سے مزید کچھ لکھ دیجئے۔ حضرت علامہ نے سرسری طور پر جائزہ لینے کے بعد فرمایا :

"آپ لوگوں نے سوامی جی کی زندگی سے کوئی سبق حاصل نہیں کیا' اور نہ اس عبرت کا جو ان کی زندگی سے حاصل ہو سکتی ہے' اس کتاب میں ذکر ہے۔ انہوں نے پوچھا وہ کیا؟ فرمایا آپ کو معلوم ہے کہ فلاں سال سوامی جی اپنی تعلیم "ہمہ اوست" اور "برہم چاریہ" کے پرچار کے لیے امریکہ تشریف لے گئے۔

وہاں بعض لوگ جن میں مرد اور عورتیں دونوں شامل تھے' ان کے حلقہ اثر میں آ گئے۔ ان میں سے ایک مریدنی ضرورت سے زیادہ فیض یاب ہوئی' لیکن واپسی پر سوامی جی اس عورت اور بچے' دونوں کو امریکہ ہی میں چھوڑ آئے۔ یہ واقعہ ایک نہایت اہم اور عبرت آموز سبق ہے جو سوامی جی کی زندگی سے حاصل ہوتا ہے کہ خود "برہم چاریہ" کو نباہ نہ سکے اور اپنے اس فعل سے انہوں نے اپنی تعلیم کو غلط ثابت کر دکھایا' لیکن بجائے اس کے کہ وہ اس غلط اصول کو چھوڑتے' انہوں نے اپنی ناکامی کو چھپانا چاہا اور اس وجہ سے بچے اور اس کی ماں کو امریکہ میں چھوڑ کر ایک اخلاقی گناہ کا ارتکاب کیا"۔

پروفیسر خواجہ عبدالحمید صاحب اس روایت کو نقل کرتے ہوئے لکھتے ہیں کہ

"ڈاکٹر صاحب' سوامی جی کے خلوص نیت اور روحانی سرشاری کے بہت معترف تھے' اور اسی لیے سوامی جی کی "برہم چاریہ" کی ناکامی میں ان کی حیات کا اہم ترین سبق پاتے تھے' یعنی جو بات سوامی جی سے نبھ نہ سکی' وہ ہے ہی غلط"۔ (۲۱)

ڈاکٹر گیان چند اس روایت کو درست نہیں مانتے۔ وہ اسے ایک "بازاری گپ" تصور کرتے ہیں۔ ان کا بیان ہے :

"راقم الحروف کو اس بیان پر حیرت ہوتی تھی۔ اقبال کی نظم کے پیش نظر ایسا لگتا تھا کہ پروفیسر عبدالحمید نے تحقیق کیے بغیر ایک "بازاری گپ" درج کر دی ہے۔ لیکن اقبال کے نثری بیان کی تصدیق ایک اور ذریعے سے ہوئی۔ حال میں مجھے جناب ایس۔ ایل پراشر ریٹائرڈ پرنسپل گورنمنٹ کالج آف آرٹ چنڈی گڑھ ملے۔ یہ صاحب ۱۹۰۶ء میں پیدا ہوئے' ۱۹۲۹ء میں ایم اے انگریزی کیا۔ کالج کے دنوں میں اکثر اقبال کے پاس جا بیٹھتے تھے۔ انہوں نے مجھے بتایا کہ اقبال نے ان سے کہا تھا کہ سوامی رام تیرتھ کے ایک امریکی خاتون سے ناجائز تعلقات تھے' اسی کے احساس جرم (Guilt complex) کی وجہ سے انہوں نے دریا میں ڈوب کر خودکشی کر لی"۔

یہ بات کو ایک قدم اور آگے بڑھانا ہے کہ امریکہ میں مسیحی پادری' سوامی جی سے حسد کرتے تھے' انھوں نے بہتان تراشی کی ہو گی جسے اقبال اپنی نجی صحبتوں میں بیان کرتے تھے۔ اگر رام تیرتھ کے بارے میں ان کی یہی رائے تھی تو ظاہر داری کے لیے منظوم خراج عقیدت پیش کرنے کی کیا ضرورت تھی (۶۴)۔

حواشی

۱۔ ماہنامہ مخزن' لاہور بابت اگست ۱۹۰۳ء' جلد ۴۵ نمبر ۵ ص ۴۲

۲۔ ماہنامہ کتاب لاہور بابت جولائی' اگست ۱۹۷۱ء جلد ۵ نمبر ۱۱'۱۲' ص ۱۵۔ ملاحظہ فرمایئے مضمون "رسالہ الف" تحریر کردہ راقم الحروف۔

۳۔ ابتدائی کلام اقبال بہ ترتیب مہ و سال از ڈاکٹر گیان چند' حیدر آباد دکن' اردو ریسرچ سنٹر' ص ۳۰۴

۴۔ ماہنامہ کتاب لاہور بابت جولائی و اگست ۱۹۷۱ء ص ۱۵

۵۔ ابتدائی کلام اقبال از ڈاکٹر گیان چند' ص ۳۰۴

۶۔ ماہنامہ کتاب لاہور بابت جولائی و اگست ۱۹۷۱ء ص ۱۵

۷۔ ابتدائی کلام اقبال از ڈاکٹر گیان چند' ص ۳۰۵

۸۔ پنجاب گزٹ لاہور بابت ۱۹ اپریل ۱۸۹۴ء حصہ سوم' ص ۶۶۲'۶۶۳'۶۸۴

۹۔ عروج اقبال مؤلفہ ڈاکٹر افتخار احمد صدیقی۔ لاہور' بزم اقبال' ۱۹۸۷ء ص ۹۷

۱۰۔ مطالب بانگ درا از مولانا غلام رسول مہر۔ لاہور' شیخ غلام علی اینڈ سنز' ۱۹۸۲ء ص ۱۳۴

۱۱۔ ابتدائی کلام اقبال از ڈاکٹر گیان چند' ص ۳۰۵

۱۲۔ حوالہ مذکور' ص ۳۰۶

۱۳۔ مطالب بانگ درا از مولانا غلام رسول مہر' ص ۱۳۴

۱۴۔ ایس۔ کے دتا: ہسٹری آف دی فارمن کرسچین کالج لاہور (انگریزی) ۱۸۶۹ء تا ۱۹۳۶ء ص ۴۳

۱۵۔ عروج اقبال از ڈاکٹر افتخار احمد صدیقی' ص ۹۷

۱۶۔ In words of God - Realization or Complete works of Swami Rama Tirtha. 5th ed. october 1930. Lucknow, R.T. Publications League, 1930. Vol. 3, P.380-382

۱۶۔ In words of God - Realization or Complete works of Swami Rama Tirtha. 5th ed. october 1930. Lucknow, R.T. Publications League, 1930. Vol. 3, P.380-382

۱۷۔ عروج اقبال از ڈاکٹر افتخار احمد صدیقی ص ۹۸

۱۸۔ ماہنامہ کتاب لاہور بابت جولائی و اگست ۱۹۷۱ء ص ۱۶

۱۹۔ حوالہ مذکور، ص ۱۷ بحوالہ سول اینڈ ملٹری نیوز جلد ۸ نمبر ۳۶

۲۰۔ حوالہ مذکور، ص ۱۷

۲۱۔ حوالہ مذکور، ص ۱۹

۲۲۔ حوالہ مذکور، ص ۱۲

۲۳۔ Barrier, N.G.: Press in the punjab. P.20

۲۴۔ عروج اقبال از ڈاکٹر افتخار احمد صدیقی، ص ۹۷

۲۵۔ عروج اقبال از ڈاکٹر افتخار احمد صدیقی ص ۱۱۹۔ اس ضمن میں علامہ اقبال کا مندرجہ ذیل شعر محل نظر ہے ؎

یہ آیہ نو جیل سے نازل ہوئی مجھ پر
گیتا میں ہے قرآن تو قرآن میں گیتا

باقی اشعار کے لیے کلیات اقبال اردو (بانگ درا) ص ۲۸۹

۲۶۔ ماہنامہ مخزن لاہور بابت اگست ۱۹۱۳ء جلد ۲۵ نمبر ۵ ص ۲۱

۲۷۔ عروج اقبال از ڈاکٹر افتخار احمد صدیقی، ص ۱۵۲

۲۸۔ In words of God-Realization or Complete works of Swami Rama Tirtha. Vol.3, p.387

۲۹۔ ایضاً۔۔ حوالہ مذکور، ص ۴۰۲

۳۰۔ ایضاً۔۔ حوالہ مذکور، ص ۴۰۶

۳۱۔ ایضاً۔۔ حوالہ مذکور، جلد اول و سوم، متفرق صفحات

۳۲۔ عروج اقبال از ڈاکٹر افتخار احمد صدیقی، ص ۹۸

۳۳۔ ابتدائی کلام اقبال از ڈاکٹر گیان چند، ص ۳۰۶

۳۴۔ In words of God-Realization or Complete works of Swami Rama Tirtha. Vol.1, p.4

۳۵۔ حوالہ مذکورہ بالا

۳۶۔ ابتدائی کلام اقبال از ڈاکٹر گیان چند، ص ۳۰۶

۳۷۔ حوالہ مذکور، ص ۳۰۷ نیز ملاحظہ فرمایئے مطالب بانگ درا ص ۱۳۵

۳۸۔ ابتدائی کلام اقبال از ڈاکٹر گیان چند، ص ۳۰۳

۳۹۔ عروج اقبال از ڈاکٹر افتخار احمد صدیقی، ص ۹۹

۴۰۔ In words of God-Realization or complete works of Swami Rama Tirtha. Vol.3' p.428

۴۱۔ حوالہ مذکور، ص ۴۱۵

۴۲۔ حوالہ مذکور، ص ۴۲۹

۴۳۔ حوالہ مذکور، ص ۴۲۱

۴۴۔ حوالہ مذکور، ص ۳۹۷

۴۵۔ حوالہ مذکور، ص ۳۸۳

۴۶۔ حوالہ مذکور، ص ۳۸۳

۴۷۔ حوالہ مذکور، ص ۳۸۶

۴۸۔ " The highest privilege that a person can enjoy is the continuous burning of the heart, mind, body and all at the altar of Truth and Humanity, and this is the way acceptable to the Supreme Spirit." حوالہ مذکور، ص ۴۲۷

۴۹۔ عروج اقبال از ڈاکٹر افتخار احمد صدیقی، ص ۹۹

۵۰۔ حوالہ مذکورہ بالا

۵۱۔ حوالہ مذکورہ بالا

۵۲۔ مجلہ سہ ماہی صحیفہ لاہور بابت ستمبر و اکتوبر ۱۹۷۸ء

۵۳۔ روزگار فقیر مولفہ فقیر سید وحید الدین جلد دوم، ص ۵۵

۵۴۔ In words of God-Realization or Complete Works of Swami Rama Tirtha. Vol.3. P.397

۵۵۔ حوالہ مذکور، ص ۳۸۷

۵۶۔ حوالہ مذکور، ص ۴۰۵

۵۷۔ کلیات اقبال اردو (بانگ درا)، ص ۸۳

۵۸۔ In words of God-Realization. Vol. 3 p.435

۵۹۔ عروج اقبال از ڈاکٹر افتخار احمد صدیقی، ص ۲۲۰

۶۰۔ حوالہ مذکور، ص ۱۰۱

۶۱۔ حوالہ مذکور، ص ۱۰۲

۶۲۔ ابتدائی کلام اقبال از ڈاکٹر گیان چند، ص ۳۰۷، ۳۰۸

○

Committed to Serious Research and Scholarship

The American Journal of ISLAMIC SOCIAL SCIENCES

Subscription requests may be sent to the following distribution agencies. For information on special rates in lieu of exchange rates please contact the designated agencies below. (Payment may be made in local currency). Effective 1/1/90, AJISS will be published in March, September, and December. Subscriptions run for one calendar year

AJISS (USA & Canada)
P.O. Box 669
Herndon, VA 22070, USA

Distributors:

Bangladesh
Dr. Syed Abdullah M. Taher
House No. 12, Rd. No. 4A (New)
Dhanmondi R/A, Dhaka

Egypt
IIIT Office
26-A Al-Gazira Al-Wosta Street
Zamalek, Cairo

India
Institute of Objective Studies
Post Box No. 9725
Muradi Road, Batala House
Jamia Nagar, New Delhi 110025

Jordan
Dr. Fathi Malkawi
Dept. of Education
Yarmuk University, Irbid

Kuwait
Scientific Research House
P.O. Box 2857, Safat 13029

Malaysia
Anwar Al Tahir
3402 Jalan Ampang, Hilri 2
Kuala Lumpur 55000

Morocco
Mohamad Al-Makki Al-Wazzani
P.O. Box 407
Abdullah Bin Yasin Street No. 1, Tutovan

Pakistan
IIIT Office
28, Main Road
F-10/2 Sector, Islamabad

Qatar
ar Obaid Hassana
Box 893, Doha

Saudi Arabia
International House
for Islamic Books
P.O. Box 55195, Riyadh 11534

Sudan
Abdalla Makki Sadiq
IIIT Office
P.O. Box 4375, Khartoum

Trinidad
Islamic Missionaries Guild
P.O. Box 800, Port of Spain

Turkey
Shamil Shaheen
P.K. 122, Uskudar
Istanbul

United Kingdom
Muslim Information Services
233 Seven Sisters Rd.
London N4 2DA

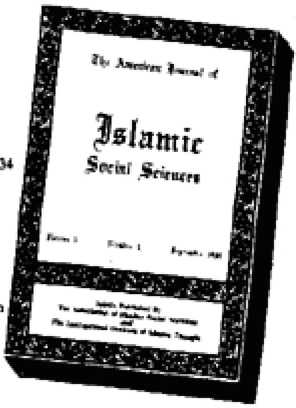

The American Journal of Islamic Social Sciences (AJISS) is published by the Association of Muslim Social Scientists (AMSS) and the International Institute of Islamic Thought (IIIT). The Journal wishes to serve as a bridge between Muslim intellectuals and scholars all over the world to effect the development of a scientific approach in the fields of Islamic social sciences and human studies.

Country	Institutions	Individuals	Students
USA/Canada	$45	$30	$30
Bangladesh	Rs 375	Rs 225	Rs 100
Carribean	$45 (T.T.)	$30 (T.T.)	$25 (T.T.)
Egypt	E £ 35	E £ 20	E £ 15
India	Rs 375	Rs 225	Rs 100
Jordon	D 8	D 5	D 4.5
Morocco	DR 180	DR 120	DR 100
Pakistan	Rs 375	Rs 225	Rs 100
Malaysia	M $45	M $24	M $15
Saudi Arabia	SR 180	SR 120	SR 100
Sudan	S £ 55	S £ 30	S £ 25
Turkey	Tl 18000	Tl 9000	Tl 6000
U.K.	£ 45	£ 30	£ 25

Name ______________________

Profession ______________________

Address ______________________

____

City Country ____________ Zip ________

Enclosed is my check for a ____ year subscription in the amount of ______________.